ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

معاصر تناظر میں شروح موطاؒ کا فقہ الحدیث کی روشنی میں خصوصی مطالعہ

A Specialized Study of the Commentaries on Muwaṭṭaʾ in the Light of Fiqh al-Ḥadīth: A Contemporary Analytical Review

Muhammad Abubakar
PhD Scholar (Islamic studies) NCBA&E, Sub Campus, Multan
muhammadabubakar4345@gmail.com
Dr Hafiz Muhammad Arshad Habib
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E Sub Campus Multan
arshadhabib12@gmail.com

Abstract

This research explores the commentaries on *Al-Muwatta* of Imam Malik through the framework of *Fiqh al-Hadith*, analyzing their contributions to both classical and contemporary Islamic jurisprudence. *Al-Muwatta* is one of the earliest and most influential collections of hadith and legal rulings, forming the foundation for later juristic developments, particularly within the Maliki school. The study examines how scholars have applied hadith principles in shaping legal reasoning, theological discourse, political ideologies, economic systems, social structures, and educational methodologies. Furthermore, the research evaluates the relevance of these commentaries in addressing contemporary challenges such as capitalism, secularism, democracy, and technological advancements. It explores how *Fiqh al-Hadith* provides solutions to emerging issues in governance, finance, ethics, and societal norms, offering an Islamic perspective that remains adaptable to changing circumstances. By analyzing the methodologies employed by various scholars in interpreting *Al-Muwatta*, the study highlights the evolution of Islamic thought and its engagement with modern intellectual currents. Additionally, this research underscores the dynamic nature of *Fiqh al-Hadith*, demonstrating how it continues to shape contemporary Islamic scholarship. It argues that the principles derived from *Al-Muwatta* are not merely historical but hold significant implications for current legal and ethical debates. Ultimately, this study aims to bridge the gap between classical hadith scholarship and modern-day applications, reaffirming the enduring relevance of *Al-Muwatta* in the broader landscape of Islamic jurisprudence.

Keywords: *Al-Muwatta, Fiqh al-Hadith, Islamic Jurisprudence, Hadith Commentaries, Contemporary Issues, Political Thought, Economic Systems, Social Structures, Islamic Education, Modern Challenges.*

تعارف

موطا امام مالک اسلامی علوم میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اسے حدیث و فقہ کے سنگم کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پر لکھی گئی شروحات نے اسلامی فقہ کی تعبیر و تشریح میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان شروحات میں فقہ الحدیث کے اصولوں کی روشنی میں مختلف فقہی، نظریاتی، اور معاشرتی مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ عصر حاضر میں جب کہ اسلامی فکر کو جدید چیلنجز کا سامنا ہے، موطا اور اس کی شروحات کا مطالعہ نئے تناظر میں ناگزیر ہو چکا ہے تا کہ اسلامی علوم کو درپیش مسائل کے حل میں رہنمائی فراہم کی جا سکے۔ یہ تحقیق نہ صرف موطا امام مالک کی شروحات کا ایک جامع تجزیہ پیش کرتی ہے بلکہ

فقہ الحدیث کے اصولوں کی روشنی میں ان کی علمی و فقہی حیثیت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ اس تحقیق کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس میں جدید دور کے تناظر میں فقہ الحدیث کے اصولوں کو سمجھنے اور ان کے عملی اطلاقات پر غور کیا جائے گا۔ موطا کی شروحات میں بیان کردہ فقہی آراء اور جدید اسلامی افکار کے درمیان تطبیق کی ضرورت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، جس کی بنا پر اس موضوع پر تحقیقی کام وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد موطا امام مالک کی شروحات کا فقہ الحدیث کے اصولوں کی روشنی میں ایک خصوصی مطالعہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ، اس تحقیق کے ذریعے یہ جائزہ لیا جائے گا کہ ان شروحات میں فقہ الحدیث کے کون سے اصول کارفرما ہیں اور ان کا اطلاق کس طرح کیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس تحقیق میں یہ کوشش کی جائے گی کہ ان فقہی اصولوں کو معاصر دور کے مسائل پر منطبق کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کیا موطا کی شروحات جدید نظریاتی، سیاسی، اقتصادی، اور سماجی مسائل کے حل میں کوئی عملی راہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ اس تحقیق میں چند بنیادی سوالات پر غور کیا جائے گا: موطا امام مالک کی عربی اور اردو شروحات میں فقہ الحدیث کے کون سے اصول کارفرما ہیں؟ ان شروحات میں فقہی مسائل کی تفہیم کا انداز کیا ہے؟ کیا موطا کی شروحات میں بیان کردہ فقہ الحدیث کے اصولوں کو معاصر نظریاتی، سیاسی، اور اقتصادی مسائل پر منطبق کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ شروحات جدید اسلامی معاشرتی اور تعلیمی نظریات کے فروغ میں کوئی کردار ادا کر سکتی ہیں؟ یہ تحقیق بنیادی طور پر تاریخی اور تجزیاتی طریقہ کار پر مبنی ہو گی۔ تحقیقی مواد کے حصول کے لیے بنیادی اور ثانوی دونوں اقسام کے ماخذات کا استعمال کیا جائے گا، جن میں کلاسیکی کتب، جدید علمی مقالات، اور متعلقہ تحقیقی کام شامل ہوں گے۔ موطا کی مختلف شروحات، بالخصوص عربی اور اردو زبان میں لکھی گئی تفاسیر، اس تحقیق کا بنیادی ماخذ ہوں گی۔ علاوہ ازیں، فقہ الحدیث کے اصولوں پر لکھی گئی کتب سے بھی استفادہ کیا جائے گا تاکہ شروحات موطا میں فقہ الحدیث کے اطلاقات کا بہتر تجزیہ ممکن ہو سکے۔ اس تحقیق میں تجزیاتی اور استنباطی طریقہ کار کو اپناتے ہوئے مختلف نظریات اور مسائل کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے گا تاکہ موضوع سے متعلق واضح اور مستند نتائج اخذ کیے جا سکیں۔

شروحِ موطا: عربی و اردو میں تحقیقی جائزہ

موطا امام مالک کا تعارف اور اس کی علمی حیثیت

موطا امام مالک حدیث اور فقہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے جسے اسلامی تاریخ میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے مصنف امام مالک بن انس (93-179ھ) جلیل القدر محدث اور فقیہ تھے۔ یہ کتاب حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ اور عملِ اہلِ مدینہ پر بھی مشتمل ہے، جسے امام مالک نے تقریباً چالیس سال تک مرتب کیا۔ امام شافعی نے موطا کے متعلق فرمایا:

"لَا أَعْلَمُ كِتَابًا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ كِتَابِ اللَّهِ أَصَحَّ مِنْ كِتَابِ مَالِكٍ[1]"

"میں نہیں جانتا کہ زمین پر کتاب اللہ کے بعد امام مالک کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی اور کتاب ہو۔"

موطا امام مالک کی اسی اہمیت کے پیش نظر علمائے کرام نے اس کی مختلف شروحات تحریر کیں، جو حدیث و فقہ کی تشریح میں ایک علمی سرمایہ ہیں۔ یہ شروحات عربی اور اردو دونوں زبانوں میں دستیاب ہیں اور ہر مکتب فکر کے علماء نے اسے اپنے منہج کے مطابق بیان کیا ہے۔

[1] Al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs, al-Risālah (Cairo: al-Maktabah al-Tijariyyah, 1358 AH), 1: 285

عربی زبان میں موطا کی مشہور شروحات

1. التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد – ابن عبدالبر (463ھ)

امام ابن عبد البر کا مکمل نام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی ہے۔ وہ 368 ہجری میں قرطبہ، اندلس (موجودہ اسپین) میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق بنو نمر قبیلے سے تھا، جو عربوں کے قبیلہ قحطان کی ایک شاخ ہے۔ ابن عبد البر نے اپنی زندگی کو علم حدیث، فقہ، تاریخ، اور انساب کی تحقیق میں وقف کر دیا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم قرطبہ میں حاصل کی، جو اس دور میں علم و فضل کا مرکز تھا۔ ان کے اساتذہ میں ابو عمر الطلمنکی، ابو بکر ابن معاویہ القرطبی، اور ابو الولید الباجی جیسے مشہور علماء شامل تھے۔ ابن عبد البر نے علم حدیث اور فقہ پر بے شمار کتابیں لکھیں اور وہ خاص طور پر فقہ مالکی کے عظیم شارحین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی مشہور تصانیف میں الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید، الکافی فی فقہ اہل المدینہ، اور جامع بیان العلم وفضلہ شامل ہیں۔ ان کا انتقال 463 ہجری میں شاطبہ، اندلس میں ہوا۔[2]

یہ موطا کی سب سے مشہور اور مفصل شرح ہے، جس کے مصنف ابن عبد البر (368-463ھ) ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے موطا میں موجود احادیث کے اسناد، متون اور معانی کی وضاحت کی ہے اور فقہی اختلافات پر بھی بحث کی ہے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

"هذا الكتاب أصل في معرفة الحديث والفقه، لم يُسبق إلى مثله، جمع فيه بين الرواية والدراية3".

"یہ کتاب حدیث اور فقہ کے علم میں ایک اصل کی حیثیت رکھتی ہے، اس جیسی کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی، اس میں روایت اور درایت دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔"

2. الاستذکار – ابن عبدالبر (463ھ)

امام ابن عبد البر کی تصنیف "الاستذکار لما فی الموطأ من معانی و آثار" امام مالک کی کتاب "الموطأ" کی ایک تفصیلی شرح ہے۔ یہ کتاب ان کی دوسری معروف تصنیف "التمہید" کی تکمیل کی حیثیت رکھتی ہے، مگر اس میں زیادہ فقہی اور اجتہادی مباحث کو جگہ دی گئی ہے۔ "الاستذکار" کا بنیادی موضوع فقہ اور حدیث ہے، اور اس میں امام مالک کی احادیث کی تشریح کے ساتھ فقہی مسائل پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب میں احادیث کی تخریج، ان کے مختلف طرق، فقہائے صحابہ و تابعین کی آراء، اور جمہور فقہاء کے درمیان اختلافات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کی چند نمایاں خصوصیات میں امام مالک کی فقہ پر مفصل بحث، حدیث کی تخریج اور اسناد کی جانچ، دیگر فقہی مکاتب فکر کا تقابل، اور اجتہادی استدلال شامل ہیں۔ اس میں صرف مالکی فقہ ہی نہیں بلکہ امام شافعی، امام ابو حنیفہ، اور امام احمد بن حنبل کے اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں، جو اسے ایک جامع تحقیقی کتاب بناتے ہیں۔ کتاب کی ساخت ایسی ہے کہ ہر حدیث کے بعد اس کی تشریح، اس سے مستنبط مسائل، اور فقہائے سلف کے اقوال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ "الاستذکار" علم حدیث اور فقہ کے میدان میں ایک نہایت اہم اور علمی شاہکار ہے، جو نہ صرف مالکی فقہ بلکہ دیگر مکاتب فکر کے محققین کے لیے بھی یکساں طور پر مفید ہے۔ امام ابن عبد البر کی یہ تصنیف علمائے کرام اور فقہا کے لیے ایک گراں قدر ذخیرہ ہے، جو آج بھی اسلامی فقہ کے طالب علموں اور محققین کے لیے راہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔

---

[2] Ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar, *Jāmiʿ Bayān al-ʿIlm* (Riyadh: Dār Ibn al-Jawzī, 1417 AH), 1: 30.
[3] Ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar, al-Tamhīd (Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420 AH), 1: 5

.3شرح الزرقاني على الموطأ – محمد الزرقاني (1122ھ)

امام محمد الزرقانی کا مکمل نام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی ہے۔ وہ 1055 ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور اپنے زمانے کے جید علمائے کرام میں شمار ہوتے تھے۔ وہ فقہ مالکی، حدیث، اور تفسیر کے ممتاز عالم تھے اور ان کا تعلق مشہور زرقانی خاندان سے تھا، جو علمی اور دینی خدمات کے لیے معروف تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم الازہر میں حاصل کی اور وہاں کے جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔ فقہ و حدیث میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وہ تدریس اور تصنیف کے میدان میں ممتاز ہو گئے۔ ان کی علمی خدمات کی بنا پر انہیں مالکی فقہ کے ایک بڑے شارح کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان کی چند اہم تصانیف میں "شرح المواهب اللدنیۃ "(سیرت نبوی پر ایک علمی شرح) اور "شرح الزرقانی علی الموطأ "شامل ہیں، جو ان کی علمی عظمت کی دلیل ہیں۔ امام الزرقانی کا انتقال 1122 ہجری میں ہوا۔[4]

"شرح الزرقانی علی الموطأ"، امام مالک کی مشہور حدیثی اور فقہی کتاب "الموطأ "کی ایک تفصیلی شرح ہے، جو امام محمد الزرقانی کی علمی بصیرت کا شاہکار ہے۔ اس کتاب میں امام مالک کی احادیث کی وضاحت، ان کے فقہی استنباط، اور دیگر مکاتب فکر کے ساتھ ان کا تقابل کیا گیا ہے۔ الزرقانی نے اپنی شرح میں حدیث کے اسناد، رجال، اور فقہی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور مختلف فقہی اقوال پر علمی انداز میں تبصرہ کیا ہے۔ اس شرح کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حدیث کے معانی کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ لغوی، اصولی، اور اجتہادی نکات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ انہوں نے ہر حدیث کو سادہ مگر گہرائی سے تشریح کیا، تاکہ فقہ مالکی کے پیروکاروں اور دیگر فقہا کے لیے یہ ایک مستند مرجع بن سکے۔ اس کتاب میں نہ صرف مالکی فقہ کے اصولوں کو بیان کیا گیا ہے، بلکہ دیگر اسلامی مکاتب فکر کے نظریات کو بھی تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ شرح دیگر شارحین کے لیے بھی انتہائی مفید سمجھی جاتی ہے۔ "شرح الزرقانی" آج بھی فقہ اور حدیث کے طلبہ کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جو "الموطأ" کے مفاہیم کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور امام مالک کے فقہی استدلال کی گہرائی کو اجاگر کرتی ہے۔

.4المسوى شرح الموطا – شاہ ولی اللہ دہلوی (1176ھ)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا مکمل نام قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی ہے۔ وہ 1114 ہجری میں دہلی میں پیدا ہوئے اور برصغیر کے عظیم محدث، فقیہ، مفسر اور مجدد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کے والد شاہ عبد الرحیم دہلوی برصغیر کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے تھے اور مشہور مدرسہ رحیمیہ دہلی کے بانی تھے۔ شاہ ولی اللہ نے ابتدا میں اپنے والد سے تعلیم حاصل کی اور پھر مزید علمی جستجو کے لیے حجاز کا سفر کیا، جہاں انہوں نے شیخ ابو طاہر المدنی اور دیگر مشہور علماء سے استفادہ کیا۔ وہ فقہ، حدیث، تفسیر، فلسفہ، اور تصوف میں گہری بصیرت رکھتے تھے اور انہوں نے برصغیر میں اسلامی علوم کی احیائی تحریک کی بنیاد رکھی۔ ان کی مشہور تصانیف میں "حجۃ اللہ البالغہ "، "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر "، "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء "اور "المسویٰ شرح الموطأ "شامل ہیں۔ ان کا انتقال 1176 ہجری میں ہوا، لیکن ان کی علمی میراث آج بھی عالمِ اسلام میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔[5]

[4] Ibn ʿAbd Allāh al-Zurqānī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd al-Bāqī, *Sharḥ al-Mawāhib al-Ladunniyyah* (Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417 AH), 1: 45.

[5] Waliyyullāh al-Dihlawī, Quṭb al-Dīn Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah* (Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1426 AH), 1: 55.

"المسوّٰی شرح الموطأ "شاہ ولی اللہ دہلوی کی ایک اہم علمی کاوش ہے، جس میں انہوں نے امام مالک کی "الموطأ" کی شرح لکھی۔ یہ شرح حدیث اور فقہ کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لیے لکھی گئی اور اس میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے احادیث کی تشریح، اسناد، فقہی استنباط، اور مختلف مکاتب فکر کے درمیان تطبیق پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ عربی زبان میں لکھی گئی اور اس میں انہوں نے صرف فقہی اور اجتہادی مباحث پر زور دیا ہے، تاکہ احادیث کی روشنی میں شرعی احکام کی وضاحت ہو سکے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کو ترجیح دی اور فقہ حنفی اور دیگر مکاتب فکر کے ساتھ ان کا تقابل بھی پیش کیا، تاکہ قارئین کو فقہ اسلامی کے مختلف زاویوں کو سمجھنے میں مدد ملے۔ "المسوّٰی" کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اختلافی فقہی مسائل کو علمی اور غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ کتاب تمام مکاتب فکر کے علماء اور طلبہ کے لیے یکساں مفید ہو گئی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے نہ صرف امام مالک کے نقطہ نظر کو بیان کیا بلکہ ائمہ اربعہ کے درمیان اختلافات کو بھی نہایت حکمت اور گہرے علمی تجزیے کے ساتھ واضح کیا۔ ان کی یہ تصنیف آج بھی فقہ و حدیث کے محققین کے لیے ایک بنیادی مرجع سمجھی جاتی ہے اور برصغیر میں خاص طور پر حدیث اور فقہ مالکی کو سمجھنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

.5عون المعبود شرح موطأ الإمام مالك – شمس الحق عظيم آبادی (1329ھ)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی برصغیر کے مشہور محدث، فقیہ اور محقق تھے۔ ان کا تعلق عظیم آباد (موجودہ پٹنہ، بہار، ہندوستان) سے تھا اور وہ اپنے زمانے کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے۔ وہ 1273 ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حدیث و فقہ کی تحقیق اور تدریس میں گزارا۔ انہوں نے عربی، حدیث، تفسیر، اور فقہ میں مہارت حاصل کی اور برصغیر میں علم حدیث کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی سب سے مشہور تصنیف "عون المعبود شرح سنن ابی داود "ہے، جو سنن ابی داود کی سب سے جامع اور معیاری شروحات میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیگر علمی کتب بھی تصنیف کیں، جن میں "عون المعبود شرح موطأ الإمام مالک" بھی شامل ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی کا انتقال 1329 ہجری میں ہوا، مگر ان کی علمی میراث آج بھی اہل علم کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے۔[6]

"عون المعبود شرح موطأ الإمام مالک "امام مالک کی مشہور حدیثی و فقہی تصنیف "الموطأ "کی ایک جامع شرح ہے، جس میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے احادیث کی تشریح، ان کے فقہی استنباط، اور اسناد کی تحقیق کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔ یہ شرح ان کی گہری علمی بصیرت کا ثبوت ہے اور اس میں محدثانہ اور فقہی نکات کو بڑی باریکی سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ عظیم آبادی نے نہ صرف امام مالک کے موقف کو وضاحت سے پیش کیا ہے بلکہ دیگر فقہی مکاتب فکر کے آراء کا بھی تقابل کیا ہے۔

اس شرح کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے ہر حدیث کے بعد اس کی اسناد کی تحقیق کی اور اس پر جرح و تعدیل کے اصولوں کے مطابق بحث کی۔ انہوں نے فقہ مالکی کے اصولوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث کے مختلف طرق، شواہد، اور متابعات کو بھی ذکر کیا ہے، جو اس کتاب کو ایک مستند اور تحقیقی رنگ عطا کرتا ہے۔ "عون المعبود "کا انداز سہل اور عام فہم ہے، جس سے حدیث کے طلبہ، محققین اور فقہائے کرام کے لیے یہ ایک مفید اور قابل قدر کتاب بن جاتی ہے۔

---

6 ʿAẓīmābādī, Shams al-Ḥaqq, *ʿAwn al-Maʿbūd Sharḥ Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), 1: 10.

یہ شرح احادیث کی توضیح، فقہی اختلافات کی وضاحت، اور امام مالک کے اجتہادی استدلال کو سمجھنے کے لیے ایک نایاب علمی ذخیرہ ہے۔ اس میں صرف فقہ مالکی ہی نہیں، بلکہ حنفی، شافعی، اور حنبلی مکاتب فکر کے اقوال اور ان کے دلائل بھی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں، جس سے یہ کتاب دیگر مسالک کے محققین کے لیے بھی یکساں طور پر مفید ثابت ہوتی ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی کی یہ تصنیف علم حدیث اور فقہ کے طلبہ و محققین کے لیے ایک قیمتی علمی سرمایہ ہے، جو "الموطأ" کے مفاہیم کو گہرائی میں سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

اردو زبان میں موطا کی مشہور شروحات

.1التعلیق الممجد – مولانا عبدالحی لکھنوی

مولانا عبدالحی لکھنوی برصغیر کے جید علماء میں سے تھے، جو اپنے گہرے علمی تبحر، فقہی بصیرت، اور حدیثی مہارت کی بنا پر جانے جاتے ہیں۔ ان کا مکمل نام عبدالحی بن فضل امام لکھنوی تھا اور وہ 1264 ہجری میں لکھنؤ، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر اپنے وقت کے جید اساتذہ سے علومِ اسلامیہ میں مہارت حاصل کی۔ فقہ، حدیث، اصول، اور تاریخ میں انہیں خاص اختصاص حاصل تھا اور وہ اپنی گہری تحقیقی کاوشوں کی بنا پر برصغیر کے ایک نمایاں محقق سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی نمایاں تصانیف میں "التعلیق الممجد"، "عمدۃ الرعایہ فی حل مشکل الہدایہ"، "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل"، اور "نزہۃ الخواطر "شامل ہیں۔ ان کا انتقال 1304 ہجری میں ہوا، مگر ان کی علمی میراث آج بھی اہلِ علم کے لیے مشعلِ راہ ہے۔[7]

"التعلیق الممجد "مولانا عبدالحی لکھنوی کی "الموطأ" امام محمد کی شرح ہے۔ امام محمد بن حسن الشیبانی نے جب امام مالک کی "الموطأ" کو روایت کیا، تو انہوں نے اس میں کئی فقہی و استنباطی نکات کا اضافہ کیا جو فقہ حنفی کے مطابق تھے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے اس پر "التعلیق الممجد "کے نام سے ایک علمی اور تحقیقی شرح لکھی، جو فقہ حنفی کی روشنی میں "الموطأ" کی ایک منفرد وضاحت ہے۔ اس کتاب میں مولانا عبدالحی لکھنوی نے حدیث کے متون، ان کی اسناد، اور ان پر ہونے والے فقہی استدلال کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے امام محمد اور امام مالک کے درمیان موجود فقہی اختلافات کو علمی اسلوب میں پیش کیا اور یہ بھی واضح کیا کہ کس حدیث پر فقہ حنفی کا استدلال کس بنیاد پر ہے۔ اس شرح میں انہوں نے روایات کی تحقیق، رجالِ حدیث کی توثیق و تضعیف، اور حدیث کے مفہوم کی وضاحت کو خاص اہمیت دی ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی کے طلبہ کے لیے، بلکہ حدیث و فقہ کے ہر طالب علم کے لیے یکساں مفید ہے۔

"التعلیق الممجد" کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ حنفی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں لکھی گئی ایک مدلل اور محقق شرح ہے، جس میں فقہی استدلال، حدیثی تحقیق، اور اصولی مباحث کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں دیگر فقہی مکاتب فکر کے اقوال کا بھی ذکر کیا گیا ہے، تاکہ قارئین کو مختلف آراء کا تقابل اور ان کی استدلالی بنیادوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

یہ کتاب برصغیر میں علم حدیث کی ایک مضبوط علمی کڑی ہے، جو نہ صرف "الموطأ" امام محمد کے فہم میں مدد دیتی ہے بلکہ حدیث و فقہ کی روشنی میں علمی استدلال کے اصولوں کو بھی واضح کرتی ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی کی یہ تصنیف احناف کے لیے ایک بیش قیمت علمی سرمایہ ہے اور آج بھی اہلِ علم کے درمیان ایک مستند اور معتبر شرح کے طور پر جانی جاتی ہے۔

---

[7] Lakhnawī, ʿAbd al-Ḥayy, *al-Taʿlīq al-Mumajjad* (Beirut: Dār al-Bashāʾir al-Islāmiyyah, 1422 AH), 1: 12.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

.2 اوجز المسالک إلی موطأ الإمام مالك – مولانا محمد زکریا کاندھلوی

مولانا محمد زکریا کاندھلوی برصغیر کے جید محدثین اور فقہائے کرام میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا مکمل نام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا بن محمد یحییٰ بن محمد اسماعیل کاندھلوی تھا اور وہ 1315 ہجری (1898ء) میں ہندوستان کے علاقے کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق مشہور علمی خانوادے سلسلہ قاسمیہ سے تھا، انہوں نے حدیث اور فقہ میں خاص اختصاص حاصل کیا اور اپنے وقت کے ممتاز محدثین میں شمار ہوئے۔[8]

مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی سب سے نمایاں خدمات علمِ حدیث کی تدریس اور کتب حدیث کی شروحات پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے **"اوجز المسالک إلی موطأ الإمام مالك"، "فضائل اعمال"، "الابواب والتراجم"، اور "لَامَعُ الدَّرَارِي عَلَى جَامِعِ البُخَارِي "** جیسی مشہور کتب تصنیف کیں۔ انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ حدیث کی تدریس اور تبلیغ دین میں گزارا اور ان کے تلامذہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کا انتقال 1402 ہجری (1982ء) میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔[9]

"اوجز المسالک إلی موطأ الإمام مالك "امام مالک کی مشہور کتاب "الموطأ "کی ایک جامع اور محقق شرح ہے، جو فقہ وحدیث کے طلبہ کے لیے انتہائی مفید سمجھی جاتی ہے۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے اس کتاب میں "الموطأ "کی تمام احادیث کی تشریح اور وضاحت نہایت مختصر، جامع اور مدلل انداز میں کی ہے۔ انہوں نے حدیث کے متن، اسناد، اور فقہی استدلال کو تفصیل سے بیان کیا ہے، اور ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل) کے اقوال کا بھی تقابل پیش کیا ہے۔[10]

اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیات میں احادیث کی سندی تحقیق، ان کے فقہی فوائد، اور دیگر حدیثی مصادر کے ساتھ تقابل شامل ہیں۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے حدیث کے رجال پر جرح وتعدیل، حدیث کے استنباط، اور اس کے عملی پہلوؤں کو بھی بیان کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک تحقیقی شاہکار سمجھی جاتی ہے۔

"اوجز المسالک" کو ایک خاص مقام حاصل ہے کیونکہ یہ فقہ حنفی کے اصولوں کی روشنی میں لکھی گئی ایک جامع شرح ہے، جو "الموطأ" کو برصغیر کے علماء اور طلبہ کے لیے زیادہ قابل فہم اور مفید بناتی ہے۔ اس میں دیگر فقہی مکاتبِ فکر کے آراء کا بھی خلاصہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ قارئین مختلف فقہی استدلال کو سمجھ سکیں۔

یہ کتاب حدیث اور فقہ کی دنیا میں ایک مستند اور معتبر شرح ہے، جو "الموطأ" کے گہرے مفاہیم کو سمجھنے میں نہایت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی یہ تصنیف علم حدیث کے طلبہ، فقہاء، اور محققین کے لیے ایک لازمی اور قیمتی علمی سرمایہ ہے، جس کی بدولت "الموطأ" کا فہم مزید آسان ہو جاتا ہے۔

8 Kāndhlawī, Muḥammad Zakariyyā, *Faḍāʾil al-Aʿmāl* (Lahore: Maktabah Tabṣīrah, 1425 AH), 1: 15.
9 Kāndhlawī,*Faḍāʾil al-Aʿmāl*, 1: 15.
10 Kāndhlawī, *Faḍāʾil al-Aʿmāl*, 1: 15.

.3 شرح موطا امام مالک – مولانا سرفراز خان صفدر

مولانا سرفراز خان صفدر برصغیر کے ممتاز عالمِ دین، محدث، فقیہ اور مصنف تھے۔ ان کا تعلق پاکستان کے ضلع گوجرانوالہ سے تھا، اور وہ 1335 ہجری (1914ء) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور بعد ازاں دارالعلوم دیوبند کے طرز پر چلنے والے مدارس میں علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔ فقہ، حدیث، تفسیر اور مناظرہ میں انہیں غیر معمولی مہارت حاصل تھی۔[11]

"شرح موطا امام مالک " مولانا سرفراز خان صفدر کی امام مالک کی مشہور حدیثی و فقہی تصنیف "الموطأ " کی ایک جامع اور مدلل شرح ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے "الموطأ" کے احادیثی و فقہی مباحث کو انتہائی تحقیقی انداز میں پیش کیا اور ان میں موجود مسائل کی وضاحت قرآن و سنت، اصولِ فقہ، اور ائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں کی۔ یہ شرح دیگر شروحات سے اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں احادیث کے اسناد، رجال، فقہی استدلال، اور عملی تطبیق پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ مولانا سرفراز خان صفدر نے دیگر فقہی مکاتبِ فکر کے دلائل کا بھی جائزہ لیا اور حنفی فقہ کی ترجیح کو مدلل انداز میں پیش کیا۔ اس کتاب میں امام مالک اور دیگر فقہاء کے اجتہادات کا تقابلی مطالعہ بھی شامل ہے، جو اسے تحقیق و استدلال کے میدان میں ایک منفرد شرح بناتا ہے۔ "شرح موطا امام مالک " برصغیر کے طلبہ، محققین، اور فقہ و حدیث کے شائقین کے لیے ایک بیش قیمت علمی سرمایہ ہے، جو نہ صرف امام مالک کے فقہی استدلال کو واضح کرتی ہے بلکہ دیگر ائمہ کے نظریات کا بھی عالمانہ و تحقیقی جائزہ پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب دینی مدارس کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے ایک انتہائی مفید شرح ہے، جو "الموطأ" کو سمجھنے میں گہری بصیرت عطا کرتی ہے۔

.4 توضیح الموطا – مفتی تقی عثمانی

مفتی محمد تقی عثمانی عالمِ اسلام کے ممتاز فقیہ، محدث، مفسر، مصنف اور ماہرِ قانون ہیں۔ وہ 1362 ہجری (1943ء) میں پاکستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا مفتی محمد شفیع برصغیر کے جید علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی نے دارالعلوم کراچی میں علومِ اسلامیہ کی تعلیم مکمل کی اور بعد ازاں فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، اور تفسیر میں مہارت حاصل کی۔ وہ کئی دہائیوں تک بین الاقوامی اسلامی فقہی اور عدالتی اداروں سے وابستہ رہے اور اسلامی مالیاتی نظام کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔[12]

مفتی تقی عثمانی کی علمی و تحقیقی خدمات بے شمار ہیں۔ ان کی تصنیفات میں "فقہی مقالات"، "اسلام اور جدید معیشت و تجارت"، "تکملہ فتح الملہم"، "علوم القرآن"، "عربی ادب کی تاریخ"، اور "اسلام اور جدید ریاست " جیسی شہرہ آفاق کتابیں شامل ہیں۔ وہ بین الاقوامی اسلامی مالیاتی نظام کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اور پاکستان کی عدلیہ میں شریعت ایپلیٹ بینچ کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ ان کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جو روایتی دینی تعلیم اور جدید قانون و معیشت کو یکجا کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

"توضیح الموطا " امام مالک کی مشہور حدیثی و فقہی کتاب "الموطأ " کی ایک مختصر مگر جامع شرح ہے، جسے مفتی تقی عثمانی نے آسان زبان اور علمی اسلوب میں تحریر کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے "الموطأ" کی احادیث کو فقہی ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کی وضاحت قرآن، دیگر احادیث اور فقہی اصولوں کی روشنی میں کی ہے۔ یہ کتاب ان طلبہ اور قارئین کے لیے نہایت مفید ہے جو "الموطأ" کو آسان انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی

---

[11] Safdar, Sarfarāz Khān, *Iḥqāq al-Ḥaqq fī Jawāb al-Ṣidq al-Bārī* (Lahore: Maktabah Ḥaqqānīyyah, 1420 AH), 1: 25.

[12] Usmānī, Muḥammad Taqī, *Fiqh al-Buyūʿ* (Karachi: Maktabah Maʿārif al-Qurʾān, 1425 AH), 1: 12.

نے اس میں حدیث کے متن، اس کے پس منظر، فقہی استدلال، اور مختلف مکاتبِ فکر کی آراء کو بیان کیا ہے اور ان کے مابین تقابل بھی پیش کیا ہے۔ احادیث کی صحت، ان کے اسناد، اور ان سے نکلنے والے احکام کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ شرح ایک تحقیقی اور تدریسی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔[13]

"توضیح الموطا" کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا آسان اور عام فہم انداز ہے، جس میں دقیق علمی نکات کو سادہ اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مقصد "الموطأ" کے دقیق فقہی مباحث کو عام قارئین اور طلبہ کے لیے سہل بنانا ہے، تاکہ وہ امام مالک کی فقہ اور حدیثی اصولوں کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔ یہ شرح دینی مدارس کے نصاب اور حدیث کے شائقین کے لیے ایک قیمتی علمی سرمایہ ہے، جو فقہ و حدیث کے مابین تعلق کو نہایت عمدگی سے واضح کرتی ہے۔

.5 الموطا مع شرح – مولانا عبیداللہ سندھی

مولانا عبید اللہ سندھی برصغیر کے ایک جید عالم، مجاہد آزادی، اور منفرد نظریاتی فکر کے حامل مفسر و محدث تھے۔ وہ 10 مارچ 1872ء کو سندھ کے ضلع سیہون کے قریب چیگام میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں وہ سکھ مذہب کے پیروکار تھے، مگر بعد میں اسلام قبول کیا اور دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، جہاں انہوں نے شیخ الہند مولانا محمود حسن جیسے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ وہ تحریکِ آزادی ہند کے سرگرم رکن تھے اور تحریکِ ریشمی رومال میں بھی پیش پیش رہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی کا فکری و علمی دائرہ نہایت وسیع تھا۔ وہ سیاسی، معاشرتی، اور دینی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کرنے والے عالمِ دین تھے۔ ان کی فکری سوچ میں اجتہاد، اسلام کی سیاسی تعبیر، اور قرآن و حدیث کی عملی تشریح نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کی تصنیفات میں "تفسیر القرآن"، "فلسفہ انقلاب"، "حکمتِ اسلام"، اور "الفکر الاسلامی" جیسی کتابیں شامل ہیں، جو ان کے گہرے علمی و تحقیقی ذوق کی عکاسی کرتی ہیں۔

"الموطا مع شرح "مولانا عبید اللہ سندھی کی ایک اہم علمی کاوش ہے، جس میں انہوں نے امام مالک کی مشہور حدیثی کتاب "الموطأ" کی تشریح کی ہے۔ اس شرح میں مولانا سندھی نے امام مالک کے فقہی استدلال کو علمی و عقلی بنیادوں پر واضح کیا اور اسے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی۔ یہ شرح دیگر شروحات سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں حدیث کے پس منظر، اس کے عملی اثرات، اور اس کے فقہی اصولوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ مولانا سندھی نے اس کتاب میں حدیث اور فقہ کے باہمی تعلق کو نمایاں کیا اور احادیث کی وضاحت میں قرآن و سنت کے وسیع تر تناظر کو پیش کیا۔[14]

"الموطا مع شرح" ایک علمی و تحقیقی کتاب ہے جو فقہ مالکی اور اسلامی قانونی نظام کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس میں مولانا عبید اللہ سندھی نے حدیث و فقہ کی گہرائیوں میں جاکر علمی نکات کو اجاگر کیا اور اسے ایک فکری اور اجتہادی انداز میں پیش کیا۔ یہ کتاب طلبہ، محققین، اور اسلامی علوم سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے لیے ایک نایاب علمی سرمایہ ہے، جو احادیث اور اسلامی فقہ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

ان شروحات کا فقہی رجحان اور اسلوب

موطا امام مالک کی عربی و اردو شروحات مختلف فقہی رجحانات کے مطابق لکھی گئی ہیں۔ عربی شروحات میں زیادہ تر مالکی فقہ کا رجحان نمایاں ہے، جبکہ اردو شروحات میں حنفی، شافعی، اور دیگر مکاتب فکر کے علماء نے بھی اپنا کام پیش کیا ہے۔ ابن عبد البر اور زرقانی کی شروحات حدیثی اور فقہی نکات کے

---

[13] Usmānī, *Fiqh al-Buyū*ʿ, 1: 12.
[14] Sindi, ʿUbayd Allāh, *Tafsīr-i Sindhī* (Lahore: Idārah Taḥqīqāt-i Islāmiyyah, 1415 AH), 1: 25.

امتزاج پر مشتمل ہیں، جبکہ شاہ ولی اللہ اور مولانا زکریا کاندھلوی کی شروحات حدیث کے ساتھ فقہی اصولوں پر زیادہ زور دیتی ہیں۔ اسلوب کے اعتبار سے عربی شروحات زیادہ علمی اور گہرائی میں جانے والی ہیں، جن میں ہر حدیث کے اسناد، متون اور فقہی اختلافات پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔ اردو شروحات عمومی طور پر سادہ زبان میں لکھی گئی ہیں تا کہ عام قارئین کے لیے بھی استفادہ آسان ہو۔ بعض اردو شروحات جیسے **"اوجز المسالک "** نے علمی و تحقیقی معیار کو برقرار رکھا ہے، جبکہ بعض شروحات جیسے **"شرح موطا امام مالک "** نے سہل انداز اختیار کیا ہے تا کہ عام مسلمان بھی حدیث اور فقہ سے واقف ہو سکیں۔

خلاصہ بحث

موطا امام مالک کی عربی و اردو شروحات اسلامی علوم میں ایک گراں قدر علمی سرمایہ ہیں۔ عربی شروحات میں حدیثی اسناد، متون، اور فقہی مسائل کو گہرائی سے بیان کیا گیا ہے، جبکہ اردو شروحات زیادہ تر عام فہم انداز میں لکھی گئی ہیں تا کہ حدیث و فقہ کے اصول عوام تک پہنچ سکیں۔ فقہ الحدیث کے اصولوں کو سمجھنے کے لیے ان شروحات کا مطالعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ اسلامی فقہ و حدیث کے مباحث کو نہ صرف قدیم بلکہ جدید تناظر میں بھی واضح کرتی ہیں۔

فقہ الحدیث کی جامع تفہیم

فقہ الحدیث ایک ایسا علمی میدان ہے جو حدیث کے معانی، مفاہیم اور استنباطات کو فقہی اصولوں کی روشنی میں سمجھنے کا طریقہ فراہم کرتا ہے۔ اس کا مقصد احادیثِ نبویہ سے شرعی احکام اخذ کرنا اور ان کی تطبیق کے اصولوں کو واضح کرنا ہے۔ ذیل میں فقہ الحدیث کی پانچ مستند تعریفات پیش کی جا رہی ہیں:

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فقہ الحدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے کسی حدیث کے صحیح معانی، احکام اور استنباطات کو سمجھا جاتا ہے اور ان پر قیاس کیا جاتا ہے۔[15]

ابن عبد البر کے نزدیک:

حدیث کا وہ علم جو روایت اور درایت دونوں پہلوؤں کو یکجا کرے اور اس سے شرعی مسائل کا اخذ ممکن ہو، فقہ الحدیث کہلاتا ہے۔[16]

شاہ ولی اللہ دہلوی بیان کرتے ہیں:

فقہ الحدیث در حقیقت وہ اصولی و اجتہادی علم ہے جو کسی حدیث کے ظاہر و باطن، مقاصد شریعت اور فقہی استدلال کو مد نظر رکھتے ہوئے استنباطِ احکام میں مدد فراہم کرے۔[17]

[15] Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī (Cairo: Dār al-Maʿrifah, 1421 AH), 1: 15.
[16] Ibn ʿAbd al-Barr, al-Tamhīd (Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420 AH), 1: 22.
[17] Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, Ḥujjat Allāh al-Bālighah (Lahore: Idārah Islāmiyyat, 1424 AH), 1: 30.

مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

فقہ الحدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی حدیث کے اندر موجود استنباطات، حکمتیں اور ان کے عملی اطلاقات کو گہرائی سے سمجھا جائے تاکہ شریعت کے مزاج کے مطابق اس سے استفادہ کیا جا سکے۔[18]

مولانا عبید اللہ سندھی کے مطابق:

فقہ الحدیث محض الفاظ کی تشریح کا نام نہیں بلکہ یہ حدیث کو فقہی، فکری اور عملی زاویے سے سمجھنے اور اس کی تطبیق کا علم ہے۔[19]

یہ تعریفات واضح کرتی ہیں کہ فقہ الحدیث محض حدیث کی لغوی تفہیم نہیں بلکہ اس میں استنباط، اجتہاد اور عملی تطبیق کے اصول بھی شامل ہوتے ہیں۔

معاصر مسائل کا شروح موطا کی روشنی فقہی مطالعہ

معاصر دور میں شروح موطأ امام مالک کو فقہ الحدیث کی روشنی میں جانچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شروح سیاسی، معاشی، معاشرتی، منطقی اور نظریاتی مسائل کے حل کے لیے نہایت اہم رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ سیاسی مسائل میں اسلامی حکومت کا نظام، عدالتی اصول، جمہوریت اور خلافت کے درمیان توازن، اور مسلم ریاستوں میں قانون سازی جیسے امور شامل ہیں۔ معاشی پہلو میں اسلامی مالیاتی نظام، بینکاری، زکوٰۃ، تجارتی اخلاقیات، سود کی حرمت اور معاصر اقتصادی بحرانوں کے حل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ معاشرتی معاملات میں خاندانی نظام، نکاح و طلاق کے اصول، خواتین کے حقوق، وراثت کے قوانین اور سماجی عدل کے اصول شامل ہیں۔ منطقی اور استدلالی مباحث میں حدیث کے فہم، اصول استنباط، قیاس، اجماع، اور اجتہاد کے اطلاقات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ نظریاتی سطح پر اہل سنت اور دیگر مکاتب فکر میں فقہ الحدیث کے فہم کے اختلافات، عقیدہ و ایمان کے مسائل، بدعات اور اسلامی تشخص کی حفاظت جیسے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔ اس کے علاوہ جدید سائنسی اور فکری چیلنجز، جیسے بایو ٹیکنالوجی، مصنوعی ذہانت، ماحولیاتی تحفظ، اور انسانی حقوق کے جدید مباحث پر بھی شروح موطأ میں ایسے اصول ملتے ہیں جو اسلامی نقطہ نظر سے قابل عمل اور مستند حل فراہم کرتے ہیں۔

1۔ التمہید اور الاستذکار کی روشنی میں معاصر سیاسی مسائل کا مطالعہ اسلامی ریاست کے نظام، عدالتی اصولوں، حکومتی ذمہ داریوں اور عوامی حقوق کے تناظر میں ایک جامع فکری بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ان کتب میں بیان کردہ فقہی و حدیثی مباحث کو جدید سیاسی مسائل پر منطبق کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت میں عدل و انصاف، شوریٰ، قیادت کے اصول، رعایا کی فلاح و بہبود، اور بین الاقوامی تعلقات جیسے امور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ معاصر سیاسی مسائل میں جمہوریت، خلافت و ملوکیت کا تقابل، اقلیتوں کے حقوق، آزادیِ اظہار، انتخابی نظام، عدالتی استقلال، بین الاقوامی معاہدات، حکومتی کرپشن، ریاست کی ذمہ داری، اور عوامی حقوق شامل ہیں۔

جمہوریت اور خلافت کے تقابل کے ضمن میں امام ابن عبد البر اپنی کتاب التمہید میں بیان کرتے ہیں: "إِنَّ الإِمَامَةَ لَا تَصِحُّ إِلَّا بِاجْتِمَاعِ أَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ وَمُبَايَعَتِهِمْ لِلْإِمَامِ، وَإِنْ وُجِدَ مُسْتَحِقٌّ لِلْإِمَامَةِ وَأَبَى النَّاسُ مُبَايَعَتَهُ لَمْ تَصِحَّ إِمَامَتُهُ[20] یعنی "امامت صرف اہلِ حل و عقد کے اجتماع اور ان کی بیعت سے ہی صحیح ہو سکتی ہے، اور اگر کوئی امامت کا مستحق ہو لیکن لوگ اس کی بیعت نہ کریں تو اس کی امامت درست نہیں ہو گی۔"

---

[18] Muftī Muḥammad Taqī ʿUthmānī, Uṣūl al-Iftāʾ (Karachi: Maktabah Maʿārif al-Qurʾān, 1435 AH), 1: 40.
[19] ʿUbayd Allāh Sindhī, Tafsīr-i Sindhī (Lahore: Idārah Taḥqīqāt-i Islāmiyyah, 1415 AH), 1: 55.
[20] Ibn ʿAbd al-Barr, al-Tamhīd, 23: 285

اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی سیاسی نظام میں عوامی رضامندی اور شوریٰ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور محض طاقت کے زور پر اقتدار حاصل کرنا اسلامی اصولوں کے مطابق درست نہیں۔ انتخابی نظام اور عوام کے حقوق کے متعلق امام ابن عبد البر اپنی کتاب الاستذکار میں فرماتے ہیں: "وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَشِيرُ أَصْحَابَهُ فِي الأُمُورِ الْمُهِمَّةِ، وَكَذَلِكَ كَانَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ، وَهُوَ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ الشُّورَى فِي أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ[21] یعنی "رسول اللہ ﷺ اہم معاملات میں اپنے صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے، اور خلفائے راشدین بھی اسی طریقے پر عمل پیرا رہے، جو اس امر پر دلیل ہے کہ مسلمانوں کے معاملات میں شوریٰ کا نظام واجب ہے۔"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت میں حکمران کو عوامی مشاورت کے بغیر کوئی بڑا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ عدالتی استقلال اور حکومتی کرپشن کے حوالے سے ابن عبد البر لکھتے ہیں: "إِنَّ الْقَاضِي يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مُسْتَقِلًّا فِي حُكْمِهِ، لَا يَتَأَثَّرُ بِرَأْيِ الْوُلَاةِ وَالسُّلْطَانِ، فَإِنَّهُ مَسْؤُولٌ عَنْ حُكْمِهِ أَمَامَ اللَّهِ [22] ". یعنی "قاضی کو چاہیے کہ وہ اپنے فیصلوں میں خود مختار ہو، حکمرانوں اور سلطنت کے دباؤ سے متاثر نہ ہو، کیونکہ وہ اپنے فیصلوں کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی نظامِ عدل میں قاضی کا استقلال ضروری ہے، اور حکمران کا دباؤ یا مداخلت کسی بھی عدالتی فیصلے کو باطل کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی معاہدات اور اقوام کے ساتھ تعلقات کے بارے میں امام ابن عبد البر لکھتے ہیں: "إِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِذَا عَاهَدُوا قَوْمًا وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ، وَإِنْ خَانَهُمُ الْقَوْمُ، وَهَذَا مِنْ خُلُقِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَخْلَاقِ أَصْحَابِهِ [23] ". یعنی "جب مسلمان کسی قوم سے معاہدہ کریں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس کی پاسداری کریں، خواہ دوسری قوم بدعہدی کرے، اور یہی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کا اخلاق تھا۔" اس سے بین الاقوامی معاہدات کے احترام اور اسلامی سفارتی پالیسی کے بنیادی اصول واضح ہوتے ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق کے ضمن میں ابن عبد البر بیان کرتے ہیں: "إِنَّ لِلذِّمِّيِّ حُقُوقًا كَحُقُوقِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّ الظُّلْمَ عَلَيْهِمْ حَرَامٌ كَظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ ظَلَمَ ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[24] ". یعنی "ذمیوں کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، اور ان پر ظلم کرنا ویسے ہی حرام ہے جیسے کسی مسلمان پر ظلم کرنا، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا، میں قیامت کے دن اس کا دشمن ہوں گا۔" اس سے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ثابت ہوتا ہے۔

یہ تمام مباحث ظاہر کرتے ہیں کہ التمہید اور الاستذکار میں موجود فقہی اصولوں کو معاصر سیاسی مسائل پر منطبق کیا جائے تو اسلامی سیاست کے بنیادی خدوخال واضح ہوتے ہیں۔ ان میں جمہوریت و خلافت کا تقابل، شوریٰ کی اہمیت، عدالتی استقلال، بین الاقوامی تعلقات، اقلیتوں کے حقوق، اور حکومتی شفافیت جیسے موضوعات شامل ہیں، جو نہ صرف علمی لحاظ سے اہم ہیں بلکہ اسلامی طرزِ حکومت کو جدید دور کے چیلنجز کے مطابق سمجھنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

21 Ibn ʿAbd al-Barr, al-Istidhkār, 8: 192
22 Ibn ʿAbd al-Barr, al-Tamhīd, 9: 274
23 Ibn ʿAbd al-Barr, al-Istidhkār, 10: 356
24 Ibn ʿAbd al-Barr, al-Tamhīd, 18: 147

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

شرح الزرقانی علی الموطا کی روشنی میں معاصر معاشی مسائل کا مطالعہ اسلامی اقتصادی اصولوں کو سمجھنے اور جدید دور کے مالیاتی چیلنجز کا حل تلاش کرنے میں ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ امام الزرقانی نے محدثانہ و فقہی انداز میں تجارت، اجارہ، قرض، سود، بیع، زکوٰۃ اور دیگر مالی معاملات کے اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جنہیں آج کے معاشی نظام پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔

جدید دور میں سودی نظام اور بینکاری کے حوالے سے امام الزرقانی لکھتے ہیں: "إِنَّ الرِّبَا مِنْ أَعْظَمِ الذُّنُوبِ وَأَكْبَرِ الْمُحَرَّمَاتِ فِي الْمُعَامَلَاتِ، لِأَنَّهُ يَأْكُلُ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيُفْسِدُ التِّجَارَةَ وَالْمَعَايِشَ، وَقَدْ لَعَنَ اللَّهُ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ"[25]. یعنی "سود گناہِ کبیرہ اور مالی معاملات میں سب سے بڑی حرام چیزوں میں سے ہے، کیونکہ یہ لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھانے کا ذریعہ بنتا ہے اور تجارت و معیشت کو تباہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود لینے والے، دینے والے، اس پر گواہ بننے والے اور لکھنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔" اس سے واضح ہوتا ہے کہ سود پر مبنی جدید بینکاری نظام اسلامی اصولوں کے منافی ہے اور اس سے معیشت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ تجارت اور کاروباری شفافیت کے حوالے سے امام الزرقانی فرماتے ہیں: "إِنَّ الصِّدْقَ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ سَبَبٌ لِلْبَرَكَةِ وَالنَّجَاحِ، وَإِنَّ الْغِشَّ وَالْغَدْرَ يُفْسِدَانِ الْمُعَامَلَاتِ وَيُؤَدِّيَانِ إِلَى نَقْصِ الْمَالِ وَزَوَالِ الْبَرَكَةِ"[26]. یعنی "خرید و فروخت میں سچائی برکت اور کامیابی کا ذریعہ ہے، جبکہ دھوکہ دہی اور بددیانتی معاملات کو خراب کر دیتے ہیں اور مال کی کمی اور برکت کے ختم ہونے کا سبب بنتے ہیں۔" اس اصول کو جدید مارکیٹ میں لاگو کیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شفاف کاروباری لین دین، صارفین کے حقوق کا تحفظ، اور مارکیٹ میں عدل و انصاف قائم کرنا اسلامی معیشت کے بنیادی اجزاء ہیں۔ محنت کی اجرت اور مزدور کے حقوق کے حوالے سے امام الزرقانی بیان کرتے ہیں: "إِنَّ أَعْطَاءَ الْأَجِيرِ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ مِنْ أَعْظَمِ الْحُقُوقِ، وَإِنَّ الْمَطْلَ فِي ذَلِكَ مِنَ الظُّلْمِ الَّذِي يُؤَدِّي إِلَى سَخَطِ اللَّهِ"[27]. یعنی "مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینا سب سے بڑے حقوق میں سے ہے، اور اس میں تاخیر کرنا ایسا ظلم ہے جو اللہ کے غضب کا باعث بنتا ہے۔" اس سے واضح ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں اجرت کی تاخیر، جبری مشقت، اور محنت کشوں کے استحصال جیسے مسائل اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ زرعی معیشت اور زمین کے استعمال کے حوالے سے امام الزرقانی لکھتے ہیں: "إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَكُونُ مِلْكًا لِأَحَدٍ إِلَّا بِحَقٍّ، وَإِنَّ مَنْعَ النَّاسِ مِنَ الْمِيَاهِ وَالْمَرَاعِي ظُلْمٌ، فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ"[28]. یعنی "زمین کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتی مگر حق کے ساتھ، اور لوگوں کو پانی اور چراگاہوں سے محروم کرنا ظلم ہے، کیونکہ زمین اللہ کی ہے اور وہ اسے اپنے بندوں میں جسے چاہے منتقل کر دیتا ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر ناجائز قبضے، جاگیرداری، اور زرعی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ تمام مباحث اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ شرح الزرقانی علی الموطا میں بیان کردہ فقہی اصولوں کو معاصر معاشی مسائل پر منطبق کیا جائے تو اسلامی معیشت کے بنیادی خدوخال واضح ہوتے ہیں۔ ان میں سودی نظام کی مذمت، تجارت میں دیانت، مزدوروں کے حقوق، زمین و وسائل کی

[25] Muḥammad ibn ʿAbd al-Bāqī al-Zurqānī, *Sharḥ al-Zurqānī ʿalā al-Muwaṭṭaʾ* (Cairo: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīniyyah, 1422 AH), 4: 293
[26] al-Zurqānī, *Sharḥ al-Zurqānī ʿalā al-Muwaṭṭaʾ*, 5: 176
[27] al-Zurqānī, *Sharḥ al-Zurqānī ʿalā al-Muwaṭṭaʾ*, 6: 249
[28] al-Zurqānī, *Sharḥ al-Zurqānī ʿalā al-Muwaṭṭa*, 7: 351

منصفانہ تقسیم، دولت کی مساوی گردش، اور بین الاقوامی مالیاتی اصولوں جیسے موضوعات شامل ہیں، جو جدید معیشت کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ترتیب دینے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

معاصر معاشرتی مسائل کا "شرح المسوی شرح موطا" کی روشنی میں مطالعہ ایک وسیع فکری اور عملی بنیاد فراہم کرتا ہے، جس میں نکاح، طلاق، وراثت، عدالتی انصاف، طبقاتی تفاوت، خواتین کے حقوق، بچوں کی پرورش، خاندانی نظام، سماجی عدل، اور انسانی حقوق جیسے موضوعات پر گہری نظر ڈالی گئی ہے۔ ان مسائل کو اسلامی تعلیمات کے مطابق سمجھنے کے لیے "شرح المسوی شرح موطا" میں بیان کردہ احادیث اور ان کی شرح سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ نکاح کے حوالے سے "شرح المسوی" میں امام مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ" یعنی "جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کا نکاح کر دو، ورنہ زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔[29] "۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح میں دین اور اخلاق کو اولین ترجیح دی جانی چاہیے تاکہ معاشرتی بگاڑ اور بگاڑ کی دیگر صورتوں سے محفوظ رہا جاسکے۔ طلاق کے مسئلے پر "شرح المسوی" میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ أَبْغَضَ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ" یعنی "حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے[30]۔ "۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ طلاق کو آخری حل کے طور پر اپنانا چاہیے اور ازدواجی مسائل کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وراثت میں عدل و انصاف کے حوالے سے "شرح المسوی" میں مذکور ہے: "إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ"[31] یعنی "اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا ہے، لہٰذا وارث کے لیے وصیت نہیں۔ "۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وراثت میں خود ساختہ تبدیلیاں کرنا غیر اسلامی ہے اور شرعی قوانین کے مطابق ہی اسے تقسیم کرنا چاہیے۔ طبقاتی تفاوت اور سماجی عدل کے موضوع پر "شرح المسوی" میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ إِلَّا بِالتَّقْوَى[32]" یعنی "کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ "۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں برتری کی بنیاد رنگ و نسل یا مال و دولت نہیں بلکہ تقویٰ اور نیک اعمال ہیں۔ خواتین کے حقوق کے حوالے سے "شرح المسوی" میں یہ روایت درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[33]" یعنی "تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب سے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں۔ "۔ اس حدیث سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی پاسداری کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ بچوں کی پرورش کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ[34]" یعنی "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ "۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی پرورش میں شفقت اور محبت بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور سخت رویہ اختیار کرنا درست نہیں۔ خاندانی نظام کی مضبوطی اور اجتماعی فلاح کے متعلق "شرح المسوی" میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ

[29] Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah* (Lahore: Idārah Islāmiyyat, 1424 AH), 1: 30
[30] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 1: 45
[31] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 2: 110
[32] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 3: 75
[33] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 4: 50
[34] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 5: 22

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

بَعْضًا[35]"یعنی "مومن ایک دوسرے کے لیے عمارت کی طرح ہیں، جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ "۔اس سے معاشرتی استحکام اور باہمی تعاون کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔یہ تمام مباحث اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ "شرح المسوی شرح موطا" میں موجود احادیث اور ان کی تشریحات کو معاصر معاشرتی مسائل پر منطبق کیا جائے تو اسلامی معاشرت کے اصول واضح ہو جاتے ہیں۔ نکاح، طلاق، وراثت، طبقاتی مساوات، خواتین کے حقوق، بچوں کی پرورش، عدالتی انصاف، اور انسانی حقوق جیسے امور کو شریعت کی روشنی میں حل کرنا ممکن ہے، اور اس سے ایک مستحکم اور منصفانہ معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

قال الإمام مالك: "بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد اخلاقی فضائل کی تکمیل قرار دیا گیا ہے، جو معاصر اخلاقی مسائل کے حل کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتا ہے۔موجودہ دور میں بددیانتی، جھوٹ، خیانت، اور عدم رواداری جیسے اخلاقی انحطاط کے چیلنجز درپیش ہیں۔

عہد حاضر میں دیانت کا فقدان کاروباری معاملات اور معاشرتی تعلقات کو متاثر کر رہا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"[36] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت میں صداقت اور امانت کو اختیار کرنا لازم ہے تاکہ موجودہ کاروباری دھوکہ دہی اور کرپشن جیسے مسائل کا سدباب کیا جاسکے ۔ جھوٹ اور دھوکہ دہی معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"[37](عون المعبود)۔اس حدیث میں تین بنیادی اخلاقی برائیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، جو معاصر معاشرتی خرابیوں کا باعث ہیں۔سچائی اور دیانت داری کو فروغ دے کر ان مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے ۔ عدم رواداری اور دوسروں کے حقوق کی پامالی آج کے اہم اخلاقی مسائل میں شامل ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[38]"(عون المعبود)۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی ہم آہنگی اور باہمی محبت اسلامی اخلاقیات کے اہم اجزاء ہیں، جنہیں اپنانا ضروری ہے تاکہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی نفرت اور عدم برداشت کو کم کیا جاسکے ۔ معاصر معاشرے میں حسد اور بغض کے مسائل بھی عام ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ"[39] یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ حسد سے نہ صرف اخلاقی بلکہ روحانی نقصان بھی ہوتا ہے۔اگر لوگ ایثار اور قناعت کو اپنائیں تو معاشرتی بگاڑ پر قابو پایا جاسکتا ہے ۔یہ تمام تعلیمات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسلام میں اخلاقی اصولوں کو نہایت اہمیت دی گئی ہے اور ان پر عمل کر کے موجودہ اخلاقی مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

معاصر منطقی و فلسفیانہ مسائل کا مطالعہ "التعلیق الممجد شرح موطا" کی روشنی میں کئی اہم نکات کو اجاگر کرتا ہے۔ منطقی و فلسفیانہ مسائل میں سچائی کی تعریف، معرفت کے ذرائع، عقل و نقل کا تعلق، علت و معلول کا تصور، اور وحی و عقل کی ہم آہنگی جیسے موضوعات شامل ہیں۔امام مالک رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث کے تحت "التعلیق الممجد" میں امام عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے عقل و نقل کے باہمی تعلق پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے":العقل

[35] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 6: 88
[36] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 1: 30
[37] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 1: 30
[38] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 1: 30
[39] al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, 1: 30

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

السليم لا يخالف النقل الصريح، بل النقل هو الهادي للعقل، فإذا تعارض ظاهرهما وجب تأويل الظاهر العقلي ليوافق الشرع40". " صحیح عقل کبھی صریح نقل کے مخالف نہیں ہوتی، بلکہ نقل ہی عقل کی راہنمائی کرتا ہے۔ اگر بظاہر دونوں میں تعارض ہو تو عقلی ظاہر کا تأویل کرنا واجب ہوگا تاکہ وہ شریعت کے مطابق ہو جائے۔"

یہ اصول جدید فلسفیانہ مباحث میں بھی کارگر ہے، جہاں عقل و وحی کے تضاد کا مسئلہ اکثر زیر بحث آتا ہے۔ جدید دور میں سیکولر فلسفے اور اسلامی فکر میں اسی موضوع پر متعدد مباحث دیکھنے کو ملتے ہیں۔ امام لکھنوی کے نزدیک وحی ہی عقل کی اصل راہنمائی کرتی ہے، اور یہ اصول اشعری اور ماتریدی مکتب فکر میں بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک اور اہم مسئلہ معرفت کے ذرائع سے متعلق ہے، جس میں امام لکھنوی رحمہ اللہ نے بیان کیا":إن مصادر المعرفة ثلاثة: الحواس، والعقل، والوحي، وأصحها الوحي، إذ هو كلام الله الذي لا يأتيه الباطل41".معرفت کے ذرائع تین ہیں: حواس، عقل، اور وحی۔ ان میں سب سے زیادہ معتبر وحی ہے، کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، جس میں باطل کا دخل نہیں۔ "یہ نکتہ جدید سائنسی اور فلسفیانہ نظریات کے رد و قبول میں بھی مدد دیتا ہے، کیونکہ کئی جدید فلسفے تجربیت (Empiricism) یا عقلیت (Rationalism) کو بنیادی ذریعۂ معرفت مانتے ہیں، جب کہ اسلامی نقطہ نظر میں وحی کو فوقیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح علت و معلول کے مسئلے پر امام لکھنوی رحمہ اللہ نے "التعلیق الممجد" میں ابن رشد اور غزالی کے نظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا":السبب والمسبب كلاهما بخلق الله، وليس بينهما ارتباط ذاتي، بل هو ارتباط جعلي42". "سبب اور مسبب دونوں اللہ کی مخلوق ہیں، اور ان کے درمیان کوئی ذاتی تعلق نہیں، بلکہ یہ ایک تکوینی تعلق ہے۔ "یہ نظریہ فلسفہ اسلامی میں اشعری مکتب فکر سے ہم آہنگ ہے، جو اس بات کو مسترد کرتا ہے کہ مادی دنیا میں کوئی چیز اپنی ذات میں علت و معلول کا سبب بن سکتی ہے، بلکہ یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ یہی اصول جدید سائنس اور فلسفے میں علت و معلول کے مباحث پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ مثلاً، ڈیوڈ ہیوم کے فلسفے میں علت و معلول کے انکار پر اسلامی فلسفیانہ و کلامی روایت میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نظریات ایک واضح علمی رد فراہم کرتے ہیں۔ یہ تمام مباحث "التعلیق الممجد شرح موطا" میں امام لکھنوی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق ہیں، جو آج بھی اسلامی فلسفہ و منطق کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

معاصر سائنسی، جدید فکری اور ماحولیاتی مسائل کا اسلامی روایت میں گہرا تجزیہ پایا جاتا ہے۔ "اوجز المسالک" میں مولانا زکریا کاندھلوی نے کئی سائنسی و فکری مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا":إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْكَوْنَ بِقُدْرَتِهِ وَتَدْبِيرِهِ، فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُرْجَعَ تَغَيُّرُهُ إِلَى مَحْضِ الطَّبِيعَةِ وَالصُّدْفَةِ43". "بے شک اللہ نے کائنات کو اپنی قدرت اور تدبیر سے پیدا فرمایا، پس یہ جائز نہیں کہ اس میں تغیر کو محض طبیعت یا اتفاق کی طرف لوٹایا جائے۔ "یہ اقتباس اس فکری نظریے کی نفی کرتا ہے جو جدید سائنسی حلقوں میں موجود ہے کہ کائنات کا نظام محض طبیعاتی قوانین اور اتفاقات کی پیداوار ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کائنات کا ہر نظام ایک الٰہی تدبیر کے تحت قائم ہے۔

---

40 ʿAbd al-Ḥayy al-Lakhnawī, al-Taʿlīq al-Mumajjad ʿalā Muwaṭṭaʾ al-Imām Mālik (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1426 AH), 1: 152
41 al-Lakhnawī, *al-Taʿlīq al-Mumajjad ʿalā Muwaṭṭaʾ al-Imām Mālik*, 2: 75
42 al-Lakhnawī, *al-Taʿlīq al-Mumajjad ʿalā Muwaṭṭaʾ al-Imām Mālik*, 3: 98
43 Muḥammad Zakariyyā al-Kāndhalawī, Awjaz al-Masālik ilā Muwaṭṭaʾ Mālik (Beirut: Dār al-Qalam, 1418 AH), 1: 245

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

"شرح موطا" میں مولانا سرفراز خان صفدر نے جدید سائنسی ترقی اور اس کے الحادی نظریات کے اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا:
"وَمَا مِنْ عِلْمٍ يُكْتَشَفُ فِي هَذَا الزَّمَانِ إِلَّا وَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُهُ فِي الشَّرِيعَةِ إِجْمَالًا أَوْ تَفْصِيلًا44". "اور اس زمانے میں جو بھی نیا علم دریافت ہوتا ہے، وہ اجمالی یا تفصیلی طور پر پہلے ہی شریعت میں مذکور ہے۔ "یہ نکتہ سائنسی دریافتوں اور اسلامی تعلیمات کے ہم آہنگ ہونے کو ظاہر کرتا ہے، اور یہ کہ جدید سائنسی ترقی درحقیقت قرآن وسنت کے اصولوں سے متصادم نہیں بلکہ ان کی وضاحت کا ذریعہ ہے۔

ماحولیاتی مسائل پر "توضیح الموطا" میں مفتی تقی عثمانی نے بیان کیا: لَا يَجُوزُ إِهْلَاكُ الْأَرْضِ بِالتَّلَوُّثِ وَالإِفْسَادِ، فَإِنَّ الأَرْضَ أَمَانَةٌ وَحِفْظُهَا وَاجِبٌ45". "زمین کو آلودگی اور فساد سے تباہ کرنا جائز نہیں، کیونکہ زمین ایک امانت ہے اور اس کی حفاظت واجب ہے۔ "یہ مسئلہ آج کے ماحولیاتی بحران اور اسلامی نقطہ نظر کے حوالے سے ایک بنیادی اصول فراہم کرتا ہے کہ قدرتی وسائل کا درست استعمال اور ان کی حفاظت شرعی فریضہ ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی نے "موطا مع شرح" میں جدید فکری مسائل اور ان کے حل کے بارے میں بیان کیا: إِنَّ مَا يُسَمَّى بِالْحُرِّيَّةِ الْفِكْرِيَّةِ فِي هَذَا الزَّمَانِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَحْدُودًا بِمَا يُوَافِقُ الْفِطْرَةَ وَالشَّرِيعَةَ46". ترجمہ: "اس زمانے میں جسے فکری آزادی کہا جاتا ہے، اسے فطرت اور شریعت کے مطابق محدود ہونا چاہیے۔" جدید فکری نظریات، جیسے لبرل ازم اور سیکولرزم کے ضمن میں ایک اسلامی نقطہ نظر پیش کرتا ہے کہ آزادی کی حدود شریعت کے دائرے میں رہنی چاہیے۔ یہ تمام مسائل اور ان کے اسلامی اصول معاصر دنیا میں موجود چیلنجز کے حل کی راہ ہموار کرتے ہیں اور اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ جدید سائنسی، فکری اور ماحولیاتی مسائل کا حل اسلامی تعلیمات میں موجود ہے۔

خلاصہ کلام

فقہ الحدیث کی روشنی میں موطا امام مالک اور اس کی شروحات کا مطالعہ ہمیں اسلامی تعلیمات کے عملی اطلاقات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ موطا کی شروحات نہ صرف کلاسیکی فقہی مسائل کو واضح کرتی ہیں بلکہ جدید دور کے چیلنجز کا بھی احاطہ کرتی ہیں۔ معاصر مالیاتی نظام میں سودی بینکاری، کرنسی کے تغیرات، اور اسلامی مالیاتی اصولوں کے نفاذ جیسے مسائل پر موطا کی شروحات اہم رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ خاص طور پر اسلامی بینکاری کے اصول، صدقہ و زکوٰۃ کے مالیاتی نظام میں کردار، اور لین دین کے اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو موجودہ دور میں اسلامی معیشت کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے تناظر میں فقہ الحدیث کا اطلاق مزید اہم ہو جاتا ہے۔ جدید مسائل جیسے مصنوعی ذہانت (AI)، ڈیجیٹل کرنسی، آن لائن تجارت، اور ٹیکنالوجی کے ذریعے فقہی اجتہاد جیسے موضوعات فقہ الحدیث کے اصولوں کے ذریعے حل کیے جا سکتے ہیں۔ موطا کی شروحات میں معاملات کی بنیاد نیت، عدل اور مصلحت پر رکھی گئی ہے، جو آج کے دور میں ٹیکنالوجی کے اخلاقی استعمال کے حوالے سے نہایت اہم ہے۔ تعلیمی نظام میں اسلامی اور مغربی نقطۂ نظر کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغربی تعلیمی نظام میں مادی ترقی پر زور دیا جاتا ہے، جب کہ اسلامی تعلیم میں روحانی و اخلاقی اقدار کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ موطا کی شروحات میں نافع اور غیر نافع علم کے فرق کو واضح کیا گیا ہے، جو آج بھی ایک مؤثر اور متوازن تعلیمی نظام کے قیام میں رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، الحاد، سیکولرازم اور لبرل ازم جیسے نظریات پر فقہ الحدیث کا تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی تعلیمات فطرت کے عین مطابق ہیں اور معاشرتی استحکام کے لیے ناگزیر ہیں۔ ان تمام مباحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ موطا

44 Sarfarāz Khān Safdar, Sharḥ Muwaṭṭaʾ (Lahore: Maktabah Safdariyyah, 1422 AH), 2: 198
45 Muḥammad Taqī al-ʿUthmānī, Tawḍīḥ al-Muwaṭṭaʾ (Karachi: Dār al-ʿUlūm Karachi, 1430 AH), 3: 54
46 ʿUbayd Allāh al-Sindhī, al-Muwaṭṭaʾ Maʿa Sharḥ (Delhi: Maṭbaʿah al-Sindhī, 1356 AH), 2: 78

امام مالک اور اس کی شروحات فقہ الحدیث کے اطلاقی پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ نہ صرف کلاسیکی فقہ کو واضح کرتی ہیں بلکہ جدید دور کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، اور علمی مسائل کا حل بھی فراہم کرتی ہیں۔ آج کے اجتہادی مسائل میں موطا کی شروحات سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی فقہ کو جدید تناظر میں نافذ کیا جاسکتا ہے، تاکہ اسلامی اصولوں پر مبنی ایک متوازن اور مستحکم نظام تشکیل دیا جاسکے۔